نقش آغاز بسم اللہ الرحمن الرحیم راشد الحق سمیع حقانی

فریضہ حج
اسلام کی شان و شوکت کا یادگار اجتماع

اسلامی ہجری تقویم کا بارھواں مہینہ یعنی ذوالحجہ کی آمد آمد ہے اور اسی ماہ مبارک مہینہ میں اسلام کے اہم رکن حج بیت اللہ کے مناسک ادا کیے جاتے ہیں اور مسلمانانِ عالم اطراف عالم سے حج بیت اللہ اور حرم نبویؐ کے دیدار کیلئے جوق در جوق لاکھوں کی تعداد میں جمع ہوتے ہیں۔ اس شاندار اجتماع میں شاہ بھی' گدا بھی' فقیر بھی' بوڑھے بھی' جوان بھی' خواتین بھی اور بچے بھی ہوتے ہیں اور ان تمام کی زبان پر ایک ہی ترانہء حج یعنی تلبیہ لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک لک لا شریک لک یہ وہ ملکوتی اور روحانی نغمہ ہے جو ہر حاجی کی زبان پر ہوتا ہے جس میں وہ اپنی مکمل اطاعت گزاری جاں سپاری فرمان برداری اور عاجزی وانکساری کا اظہار کرتا ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی پکار اور دعوت کا جواب ہے جیسا کہ روایات میں آیا ہے۔ یعنی جب حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر کعبۃ اللہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے کہا اے میرے رب میں بناء کعبہ اور اس کی تعمیر سے فارغ ہو گیا۔ اللہ نے ان کو حکم دیا کہ لوگوں کو حج بیت اللہ کے لئے بلاؤ۔ ان کو اعلان کرو آپ نے کہا کہ میری آواز کیسے لوگوں کو پہنچ جائے گی۔ اللہ نے انہیں فرمایا کہ تم لوگوں کو دعوت دو ان کو پکارو اور باقی لوگوں تک آپ کی آواز پہنچانا میرا کام ہے۔ چنانچہ آپ نے کہا اے میرا مولا! میں کس طرح اعلان کروں' اللہ نے فرمایا کہ اے لوگو! اللہ نے تم پر حج بیت اللہ اللہ کے قدیم گھر کی زیارت کو فرض کیا ہے۔ جب آپ نے یہ اعلان کیا تو آسمانوں اور زمینوں کے درمیان جتنی بھی مخلوق تھی' انہوں نے یہ پکار سنی۔ اللہ نے ہر طرف یہ آواز ہر روح تک پہنچادی جس کیلئے حج مقدر تھا جسکی روح نے لبیک کہا اور آج وہی شوق کی دبی ہوئی چنگاری ہے کہ لاکھوں لوگ مختلف مشقتیں برداشت کرتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں گویا یہ ابراہیم خلیل اللہ کی اس دعا کی مقبولیت کا اثر ہے جو آپ نے کی تھی۔ ہر سال مکہ معظمہ منیٰ وعرفات کی مقدس وادیوں میں لاکھوں فرزندانِ توحید کا عظیم الشان اور مبارک اجتماع اسلام کی ابدی اور عالمگیر شان و شوکت کا ایک بڑا یادگار اجتماع ہوتا ہے۔ اسلام کے اس مبارک رکن اور اجتماع کی جہاں سینکڑوں حکمتیں اور روشن پہلو ہیں وہیں ایک بڑا پہلو اس کا یہ بھی نکلتا ہے کہ دنیا بھر کے اقوام وملل پر اسلام اور مسلمانوں کی اجتماعیت' یگانگت' باہمی اتفاق کے باعث بڑا خوشگوار اور مثبت اثر پڑتا ہے۔ اس قدر عظیم اجتماع کی دنیا بھر کے مذاہب میں کوئی مثال موجود نہیں۔ کاش! جس

طرح مسلمان حج کے موقع پر باہمی اتحاد و اتفاق اور ایک نظام کے پابند نظر آتے ہیں اسی طرح باقی ساری زندگی میں یہ اسی مثالی نظم و نسق اور ایثار و قربانی پر قائم رہتے تو آج یہود و نصاریٰ ان پر حکومت نہ کر رہے ہوتے اور نہ ہی مسلمانوں کی عظیم اکثریت ان لوگوں کے سامنے تختہ مشق ستم بنی ہوتی۔ حج اگرچہ خالصتاً عبادات کے مجموعے کا نام ہے اور اسکا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ مخلوق اور دنیا کی ساری محبتیں اور کلفتیں ترک کر کے خالق حقیقی کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہوا جائے اور زندگی کی تلخ شاموں اور مسائل کے اندھیروں سے نکل کر نور و سحر کے اجالوں میں چند روز جنت نما وادیوں میں بسر کئے جائیں لیکن اس کیساتھ ساتھ اسلام صرف عبادات یا چند رسومات کا نام نہیں بلکہ یہ صبح قیامت تک قائم و دائم رہنے والا زندہ جاوید دین و مذہب ہے۔ اسی مبارک اجتماع کے ذریعے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ یورپ اور مغرب تک یہ پیغام پہنچائیں کہ دین اسلام اور فرزندان توحید تمہارے لئے مزید چارہ کا کام نہیں دے سکتے۔ ہم تمہارے مظالم اور مسلم کش پالیسیوں سے بیزار ہیں۔ ہمیں ماؤں نے غلامی کیلئے نہیں جنا۔ تاہم نے کبھی ماضی میں تمہیں غلام بنایا اور ہماری تاریخ بھی ایسی تمام خون آشام داستانوں سے پاک اور مبرا ہے جو فی زمانہ تم رقم کر رہے ہو۔ اسلام جیو اور جینے دو کی پالیسی پر روز اول ہی سے کاربند چلا آ رہا ہے۔ ہر چند کہ حرمین میں رمضان المبارک اور حج کے موقع پر اجتماعی دعائیں کی جاتی ہیں اور بارگاہ ایزدی میں خوب زار و قطار رویا بھی جاتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے لئے بددعائیں دی جاتی ہیں اب ایک قدم رونے دھونے سے آگے بڑھ کر براہ راست انہیں پیغام دیا جائے کہ مسلمان تخریب کار اور انتہاء پسند نہیں۔

مسلمانوں کی ساری زندگی امن و آشتی اور خیر و صلح کی تصویر ہوتی ہے' خود حج کے اجتماع ہی کو لیجئے جس میں صبر' برداشت' اور جنگ و جدل بلکہ ناپسندیدہ باتوں تک سے منع فرمایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پرندوں اور جوؤں اور پسوؤں تک کے قتل سے اجتناب کی تلقین کی گئی ہے۔ پھر کس طرح مسلمان دہشت گرد اور ظالم گردانے جاتے ہیں؟ عالم اسلام کے اہم ممالک فلسطین' عراق' افغانستان اور پاکستان میں کچھ عرصہ سے عالمی قوتیں جو کچھ دہشت گردی کے نام پہ کرا رہی ہیں' اس سے دنیا بھر کے مسلمانوں میں امریکہ اور مغرب کے خلاف انتہائی ناپسندیدہ خیالات اور جذبات میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ضرورت آج اس امر کی ہے کہ عالم اسلام کے حکمران اور خصوصاً عرب حکمران مسلمانوں کی صحیح رہنمائی اور مغرب تک مسلمانوں کا واضح پیغام پہنچائیں تب ہی یہ عالم اسلام کے صحیح حکمران اور رہنما تصور کئے جائیں گے اور اس حج کے شاندار اجتماع کے فلسفے اور حکمت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مسلمانوں میں خودداری اور عبدیت کے عناصر کو زندہ کرایا جائے اور باقی خداوندان زمانہ کے سامنے سر نہ جھکایا جائے اور جہالت اور شرک و کفر کا جو طاغوتی نظام دنیا نے اپنایا ہوا ہے اس کو اپنے اوپر مسلط نہ کیا جائے بلکہ اسلام کے رخ روشن اور اس کے عالمگیر ابدی قوانین کے زیر اثر زندگی اور معاشرے کو ڈھالا اور اپنایا جائے۔ یہی اصل توحید کا پیغام اور حج کا مقصدِ عظیم ہے۔ خداوند تمام حجاج کرام کا حج مقبول فرمائے اور یہ اجتماع امت مسلمہ میں بیداری اور نشاۃ ثانیہ کا ذریعہ و وسیلہ بنے۔ آمین